سوال

(326) تشہد میں ''السلام علیک ایہا النبی'' کہنے سے کچھ لوگوں کی تذلیل

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نماز میں تشہد کے دوران " السلام علیک ایہا النبی " کہنا ہوتا ہے ۔ کیا اس میں ان لوگوں کے لیے دلیل نہیں ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدد کے لیے پکارتے اور آپ سے استغاثہ کرتے ہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

نہیں، اس میں ان لوگوں کے لیے قطعا کوئی دلیل نہیں ہے ۔ بالخصوص ہم سلفیوں پر اس کا کوئی اعتراض نہیں آتا ہے ۔ ([1])

سنن نسائی اور دارمی کی صحیح حدیث ہے :

(عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : (إن للہ ملائکۃ سیاحین فی الأرض یبلغونی من أمتی السلام) (رواہ النسائی، والدارمی : 191/1 وسندہ صحیح و صححہ الحاکم : 550/1 ووافقہ الذہبی، ماخوذ از مشکوۃ المصابیح بتعلیق العلامۃ الالبانی : 291/1)

اور یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ ہر جگہ خطاب سنوانے کے لیے نہیں ہوتا ہے، جیسے کہ جامع ترمذی میں نیا چاند دیکھنے کی دعائیں صیغہ خطاب آیا ہے ۔

(عَن طَلْحَۃَ بنِ عُبَیدِ اللّٰہِ رضیَ اللّٰہ عَنہُ، اَنَّ النَّبیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وسَلَّم کان إذا رَأی الہِلالَ قَالَ : « اَللّٰھُمَّ أَہِلَّہٗ عَلَینَا بِالأَمنِ والإِیمَانِ، وَالسَّلامَۃِ والإِسلامِ، رَبِّی ورَبُّکَ اللّٰہ) (قال ابو عیسی ھذا حدیث حسن غریب، کتاب الدعوات، حدیث : 3451)

''اے اللہ اس نئے چاند کو ہمارے لیے برکت، ایمان، سلامتی اور اسلام والا بنا، میرا اور تیرا رب اللہ ہے''

الغرض بدعتی لوگوں کے بقول سلام میں صیغہ خطاب سے آپ علیہ السلام کا حاضر و ناظر ہونا یا آپ کا براہ راست اس سلام یا استغاثہ وغیرہ کو سننا بے اصل ہے ۔ ان لوگوں کو علم ہونا چاہیئے کہ سلام کا یہ صیغہ صحابہ کرام کی ایک جماعت نے آپ کی وفات کے بعد غیب کے صیغہ سے پڑھنا شروع کر دیا تھا، یعنی (السلام علی النبی ورحمۃ اللہ) (ملاحظہ ہو : صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، باب الاخذ بالید، حدیث : 6225، فتح الباری، کتاب الاذان، باب التشھد فی الآخرۃ، حدیث : 831)

ذرا غور کیجیے کہ ہم اپنی نسبت سلف (صحابہ) کی طرف کیوں کرتے اوراپنے آپ کو سلفی کیوں کہلاتے ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بہت سے فرقوں اور گروہوں میں تقسیم ہوتے چلےگئے۔ اوراس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی بھی فرمائی تھی کہ میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، سوائے ایک کے باقی سب جہنم میں جائیں گے۔ صحابہ نے پوچھا: وہ 'کون سا فرقہ ہو گا؟'' فرمایا: ''وہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہوں گے۔'' اورایک صحیح روایت میں یہ لفظ بھی ہیں کہ وہ ''الجماعت ہوگی۔''

اوریہ سب فرقے جن کے جہنمی ہونے کا آپ نے بتایا ہے، یہ نہیں کہ وہ کتاب وسنت سے کلی طور پر بری ہوں گے، بلکہ ان کی مثال تو ایسے ہے جیسے کسی شاعر نے کہا ہے:

وکل یدعی وصلاً بلیلی

ولیلی لاتقرلہ بذاک

''ہر ایک لیلیٰ سے وصل کا مدعی ہے مگر لیلیٰ ان میں سے کسی کےلیے بھی اس کا اقرار نہیں کرتی ہے۔'' (دیوان الحبایۃ: 1/1)

توسچا ان میں سے صرف وہی ہے جس پر اس حدیث کے الفاظ راست آئیں، جس میں آپ نے ناجی فرقے کے متعلق فرمایا ہے کہ "یہ فرقہ وہ ہوگا جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔" آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ "صرف میں ہوں۔" بلکہ آپ نے اس کے ساتھ اپنے صحابہ کو بھی شامل فرمایا ہے۔ تو یہ عطف و شراکت کیوں ہے؟ کیا یہ کافی نہ تھا کہ سنت پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دے دی جاتی؟ میرے عقیدہ کے مطابق اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ اور خلفائے راشدین کا ذکر کرنا اس لیے ہے کہ کوئی مسئلہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب انور پر وحی نہ کیا گیا ہو (تو اسے صحابہ اور خلفائے راشدین کے فہم اوران کے عمل سے اخذ کیا جائے) اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں فرمائی گئی ہے:

وَمَن يُشاقِقِ الرَّسولَ مِن بَعدِ ما تَبَيَّنَ لَهُ الهُدىٰ وَيَتَّبِع غَيرَ سَبيلِ المُؤمِنينَ نُوَلِّهِ ما تَوَلّىٰ وَنُصلِهِ جَهَنَّمَ وَساءَت مَصيرًا ﴿١١٥﴾ ...سورة النساء

''جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہوا اور دوزخ میں ڈال دیں گے۔ وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔''

ہر فرقہ اس بات کا مدعی ہے کہ وہ کتاب وسنت پر عامل ہے۔ مگران کے مابین شدید اختلاف کے ہوتے ہوئے ان کو کتاب وسنت پر کیونکر تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ ناممکن ہے کہ آپس کا اختلاف قرآن مجید سے ماخوذ ہو۔ ہر وہ جو کتاب وسنت پر ہونے کا مدعی ہے اس پر لازم ہے کہ اپنے دعویٰ کی دلیل پیش کرے اوراس کی یہ دلیل اولین مومنین کی راہ میں ہو سکتی ہے۔

---

[1] یہ صیغہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اوراشارہ کردہ ہے اور کلمہ تعبد ہے۔ ہم اسے اسی طرح ادا کرنے کے مکلف ہیں بغیر اس عقیدہ کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن رہے ہیں یا آپ کو سنوایا جا رہا ہے۔ یہ تو نمازی کا استحضار ذہنی ہے کہ آپ کے ذریعے اور واسطے سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی عبادت کرنے کی تعلیم دی ہے اور آپ ہمارے لیے اللہ کے ہاں قرب کا اولین و آخرین واسطہ ہیں۔ آپ کے لیے امت کے افراد جہاں سے بھی درود و سلام بھیجتے ہیں وہ فرشتوں کے ذریعے سے آپ تک پہنچایا جا رہا ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

احکام و مسائل، خواتین کا انسائیکلوپیڈیا

صفحہ نمبر 277

محدث فتویٰ